جہاد فی سبیل اللہ کا حکم قیامت تک کے لئے

29

(ماخوذ)

مکتبہ عمر
MAKTABA E UMAR

اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جان کی
بازی لگانے والے ابطال کے قلم سے لکھے
گئے تلخ وشیریں، سنہرے الفاظ سے
بھرپور مضامین کا سلسلہ بعنوان
نورِ ھدایت

NOOR E HIDAYAT

https://t.me/nooraihidayat
https://t.me/maktabaumar
https://t.me/umarmedia20

مسلم معاشرے کو اور ''عمرانی ارتقاء''کو بنیاد بناکر موجودہ دور کے جدیدیت پسنداور مغرب کی طاقت سے مرعوب، ریسرچ اور تحقیق میں اپنی حدوں کو پھلانگ جانے والے دانشوروں اور اسکالروں نے موجودہ دور میں :

(۱) اوّل مسلمان ہونے کی بناء پرظالم حکمران کے خلاف ''خروج''اور

(۲) دوم موجودہ زمانے میں عددی قوت اور ٹیکنالوجی کے فرق کی بنیاد پر

فی زمانہ ''قتال'' کو ناقابل عمل (infesable)سمجھتے ہوئے مسلمانوں کے لئے یہ ''راہِ عمل ''تجویز کررہے ہیں کہ:

'' وقت کے دریا میں سے بہت سا پانی گذرگیا ہے اور حالات میں بہت تبدیلی آچکی ہے جس کی وجہ سے دین حق کی اقامت اور طاغوت کی حکمرانی سے نجات اور مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے نجات دلانے کے لئے ''قتال ''کے حوالے سے اجتہاد کی ضرورت ہے۔چنانچہ اب قتال کی جگہ انتخابات ، پُر امن مظاہروں اوردیگر جمہوری طریقوں سے جدوجہد کی جائے ۔''

جان لیجئے !یہ بات قرآن و حدیث میں مذکور اللہ اور اس کے رسول ﷺارشادات اور سلف وخلف کے متفقہ فتاویٰ و اقوال سے مطابقت نہیں رکھتی بلکہ اس کے بالکل برخلاف جاتی ہے ۔چنانچہ :

(1) اوّل بات کی پوری طرح وضاحت ان شاء اللہ ''طاغوت''اور ''الولاء والبراء''کے عنوان میں سمجھیں گے ۔ مختصر یہ کہ ''خلافت ''کے ادارے کی موجودگی میں اگر کوئی مسلم حکمران مسلمانوں پر ظلم و ستم کرے اور مسلمانوںکا نظامِ حکومت کو صحیح انداز سے نہ چلائے تو اس صور ت میں اس کے خلاف''خروج ''کی شروط اور اس کے ساتھ صحابہ کرام اور سلف وصالحین کا مؤقف اور طرزِ عمل میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔مثال کے طور پر جیسے یزید کے معاملے میں نواسہ رسول حضرت حسین اور حضرات صحابہ مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر ،حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر کا طرزِ عمل اور حجاج بن یوسف کے معاملے میں حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت عبد اللہ بن عمر کا خروج میں اختلاف ۔مگر وہ حکمران جوکہ خلافت کی موجودگی میں بحیثیت خلیفہ ''کفر بواح ''یعنی وہ اقوال و افعالِ کفر جن کی قرآن و سنت میں صریح دلیل موجود ہے اور جن کا مرتکب کوئی بھی شخص، دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتاہے ،اس کے خلاف بالاتفاقِ صحابہ کرام اور سلف و صالحین ''خروج '' فرضِ عین ہوجاتا ہے۔چہ جائیکہ نہ آج ''خلافت''قائم ہے اور اس کے ساتھ بلادِ اسلامیہ حکومت کرنے والے اکثر حکمران اللہ کے نازل کردہ قانونِ شریعت کو چھوڑ کر اپنے وضع کردہ یا کہیں اور سے درآمد شدہ قوانین کو رائج کریں اور ان کی اہل ایمان اور دین اسلام سے دشمنی اور یہودونصاریٰ سے دوستی جیسے ''کافر ومرتد ''بنادینے والے اعمال بھی آج کسی سے بھی پوشیدہ نہ ہوں پھر بھی وضع الشیئ فی محلہ ''یعنی ہر چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا''کے اصول کے برعکس ان پر ''ظالم مسلمان خلیفہ''کے احکامات لگاتے ہوئے ''خروج '' کی بحث کرنا کم عقلی و کم علمی اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔شایدایسی سوچ رکھنے والے لوگوں سے ہی دینی معاملات میں رہنمائی لینے سے خبردار کرتے ہوئے رسول اللہﷺنے فرمایا تھا:

''یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ لوگ (اپنے دینی معاملات میں)جاہلوں سے علم حاصل کریں گے''۔ رواہ الطبرانی واسنادہ صحیح ۔

((اِتَّخَذَالنَّاسُ رَءُوْساً جُهَّالًا،فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْابِغَيْرِ عِلْمٍ ، فَضَلُّوْاوَاَضَلُّوْا))

''لوگ جہلا کواپنا بڑا بنالیں گے اور ان جاہلوں سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے جاری کریں گے ۔پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

(2) دوم یہ کہ آج کے دور کے حوالے سے جس عددی قوت اور ٹیکنالوجی کی کمی کو بنیاد بناکر قتال کے مرحلے کے حوالے سے ''اجتہاد'' کی بات کی جاتی ہے اور یہ کہاجاتا ہے کہ آج ہمارے پاس وہ عددی قوت اور ٹیکنالوجی نہیں جس کے ذریعے ہم باطل سے پنجہ ٔ آزمائی کریں۔چنانچہ موجودہ دور میں صر ف یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ''الیکشن ''یا ''پُرامن احتجاجی مظاہروں''کے ذریعے مسلمانوں کویہودونصاریٰ اور ان کے پروردہ حکمرانوں کے ظلم وستم سے نجات دلائی جائے ۔

جان لیجئے!یہ بہت بڑا شیطان کا دھوکہ ہے اور آنکھوں کو دھوکہ دینے والاسراب ہے ۔اس کے برعکس ہمیں قرآن و حدیث میں اللہ اور اس کے رسول ﷺکے ارشادات اور سلف وخلف کے طرزعمل سے یہ بات صراحت کے ساتھ ملتی ہے کہ تا قیام قیامت ''قتال ''ہی وہ واحد طریقہ ہے جو کسی بھی کافر یا زبانی مسلمان حکمران کے خلاف فتنوں کو رفع کرنے اور غلبۂ دین حق کے لئے کیا جاتاہے ۔چنانچہ اب کسی ''اجتہاد'' کی یا عقل کے گھوڑے دوڑانے کی ضرورت نہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ (لَااِجْتِهَادَ مَعَ النَّصِّ)''نص کی موجودگی میں کوئی اجتہاد نہیں''۔

ہاں البتہ یہ بات بھی واضح رہے کہ ''قتال''کے لئے مقدور بھر تیاری کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور رسول اللہ احادیث میں واضح طورپر دیا ہے ۔لیکن یہ کہیں نہیں کہ قتال یا اس کی مقدور بھر تیاری کرنے کے بجائے کوئی اورجمہوری یا اپنے عقل و دانش کی وضع کردہ دوسری راہ اختیار کرلی جائے۔

''قتال کی حجیت تاقیام قیامت''قرآن کی روشنی میں

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُم وَعَسَى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَخَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

‘‘ تم پرقتال کاکرنا فرض کردیا گیا ہے اگر چہ وہ تمہیں کتنا ہی نا پسند ہو اور ممکن ہے تم کسی چیز کو نا پسند کر تے ہو حالا نکہ وہ تمہا رے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسندکر تے ہو اور وہ تمہا رے لئے شر ہو اور االلہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جا نتے ہو’’

الحمد للہ !تمام مسلمانوں کا اس بات پر ایما ن ہے کہ قرآن کریم میں بیا ن کردہ کسی بھی شعبے میں رہنمائی ،قیامت تک کیلئے قابل عمل ہے اوراس میں کسی تردّد کی گنجائش نہیں۔چنانچہ نے قتال کے مرحلے کے لئے رہنمائی دیتے ہوئے قرآن کریم نے حضرت طالوت کالشکر جوکہ جالوت کے لشکر سے نبرد آزماہونے کے لئے کھڑاتھا،کا ذکرکرتے ہوئے فرمایا :

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ سورۃ البقرۃ :۲۴۹۔

‘‘پھر جب طالوت اور اس کے مسلمان ساتھی دریاپار کرکے آگے بڑھے ،تو انہوں نے طالوت سے کہاکہ ’’آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔لیکن وہ لوگ جن کو اس بات کا یقین تھا کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے ،انہوں نے کہا :‘‘بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اِذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آگیا ہے۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔’’

سورۃالاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمادیا:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا سورۃالاحزاب:۲۵۔

‘‘اوراللہ تعالیٰ کافی ہے مومنوں کی طرف سے جنگ کے لئے ا ور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والااور زبردست ہے’’

اس طرح سورۃ النساء کی آیت ۸۴ میں اللہ رب العزت نے رسول ﷺکومخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا

‘‘پس تم جنگ کرو اللہ کی راہ میں،تم اپنی ذات کے سواکسی کے ذمہ دار نہیں ۔البتہ مومنوں کو قتال پر ابھاریئے۔اللہ سے امید ہے کہ وہ کافروں کے زور کوتوڑدے گا اور اللہ سب سے زیاہ زور والااور سب سے سخت سزا دینے والا ہے’’

اس آیت کے حوالے سے حضرت براء بن عازب کی روایت منقول ہے کہ :

‘‘ابو اسحاق ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا :اگر ایک شخص تنہا ہی مشرکوں پر کو د پڑے،تو کیا اس کایہ فعل اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے متراد ف ہے.؟حضرت براء بن عازب نے فرمایا :

((لا!لِاَنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُوْلَه، فَقَالَ: فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ))

‘‘نہیں(ایسا نہیں ہے)کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولﷺکوبھیجا اور فرمایا :‘‘پس تم جنگ کرو اللہ کی راہ میں،تم اپنی ذات کے سواکسی کے ذمہ دار نہیں ۔’’ الفتح الربانی :۴۱/ ۸،رواہ احمد و صححہ الحاکم ووافقه الذهبی۔

موجودہ دور کے مادہ پرستانہ مفکرین کفار سے ‘‘قتال ’’کے لئے ان کے مساوی قوت و استعداد کے حصول کو لازمی قرار دیتے ہیں ،وہ تو شاید قیامت تک بھی مسلمانوں کوحاصل نہ ہوسکے سوائے اللہ کی مدد ونصرت کہ،پھر تاریخ اسلام ا س بات کی شاہد ہے کہ اہل ایمان نے کبھی جنگوں میں کامیابی اپنی قوت و استعداد کی بناء پر حاصل نہیں کی اور نہ ہی کبھی ان کو کفار کے مساوی طاقت و استعداد حاصل رہی،سوائے چند ایک استثناء کہ ،ہمیشہ ان کو فتح و کامرانی جزبۂ جہاد ، مقدوربھر تیاری اور پھر اللہ پر کامل توکل کی بنیاد پر ملی۔

غزوۂ حنین کے موقع پر جب مسلمانوں کو اپنی کثرتِ تعداد اور اپنی طاقت و استعداد پر تھوڑا سا ناز ہوگیا تھا ،تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً تنبیہ اس صورت میں آئی کہ لشکر اسلام کے عارضی طورپر قدم اکھڑنے لگے۔مگر بعد میں اللہ کی نصرت ومدد سے فتحیا بی نصیب ہوئی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ٥ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ التوبۃ:۲۵،۲۶۔

‘‘بے شک اللہ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد فرمائی اور غزوۂ حنین کے دن بھی جبکہ تمہیں اپنی کثرتِ تعداد پر ناز تھا ،مگر وہ تمہارے کسی کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول ﷺ پر اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اُتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے اُن لوگوں کا جو حق کا انکا رکریں’’۔

آج بھی اگر اہل ایمان کا اللہ کی مددو نصرت پر اور معجزات پر کامل یقین ہواور کفار کے مساوی نہیں بلکہ اپنی مقدور بھر تیاری کے ساتھ میدان میں اُتریں، تو اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ الانفال:۱۹۔

‘‘(اے کافرو!)تمہاری جمعیت ،خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی(کیونکہ)اللہ مومنوں کے ساتھ ہے’’۔

فضائے بدر پیدا کر کہ فرشتے تیری نصرت کو
گردوں سے اتر سکتے ہیں قطار اندر قطار اب بھی

''قتال کی حجیت تا قیام قیامت '' احادیث ِ مبارکہ کی روشنی میں

((بعثت بین یدی الساعۃ بالسیف، حتیٰ یعبداللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وجعل رزقی فی تحت ظل رمحی، وجعل الذّل والصغار علیٰ من خالف امری، ومن تشبہ بقوم فھو منھم)) احمد :مسندالمکثرین،طبرانی

''مجھے قیامت تک کے لئے ''تلوار ''کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے ،یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت کی جانے لگے اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھ دیا گیا ہے ۔اورجس نے میرے (اس امر کی مخالفت کی ،اُس کے لئے ذلت اور پستی رکھ دی گئی اور جس نے (میرے اس طریقے کو چھوڑکر)کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو اُنہی میں (شمار)ہوگا۔''

((لا تزال عصابۃ من امتی یقاتلون علیٰ امراللّٰہ قاھرین علیٰ عدوھم لا یضرھم من خالفھم حتیٰ تاتیھم الساعۃ وھم علیٰ ذٰلک)) صحیح مسلم،کتاب الامارۃ۔

''میری امت کاایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا ،یہ لوگ دشمنوں پر چھائے رہیں گے ،جس کسی نے ان کی مخالفت کی وہ انہیں نقصان نہیں پہنچاسکے گا ،یہاں تک کہ قیامت آجائے اور اسی طریقے پر قائم رہیں گے۔''

((من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین 'ولا تزال عصابۃ من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم الی یوم القیامۃ)) صحیح مسلم۔

''اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دیدیتا ہے اور قیامت تک مسلمانوں میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اور اپنے سے الجھنے والوں پر غالب رہے گی ۔''

'' مسلسل میری امت میں سے ایک جماعت لڑتی رہے گی حق پر۔غالب رہے گی اپنے مخالفین پر یہاں تک کہ وہ آخر میں مسیح دجال (سے قتال کرے گی)'' ابوداؤد،با ب دوام الجھاد

''میری امت سے ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ حق کے لئے لڑتا اور غالب رہے گا ۔آخر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اس (گروہ)کے امیر ان سے کہیں گے ''آئیے ہماری امامت کیجئے''تو وہ کہیں گے ''نہیں اللہ نے اس امت کو یہ شرف بخشا ہے کہ تم ہی آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو''۔ (مسلم واحمد ،بروایت عن جابر بن عبد اللہ ؓ ۔)

''سلمہ بن نفیل سے روایت ہے 'کہتے ہیں کہ(فتح مکہ کے بعد) میں رسول اکرم ﷺ کی مجلس بابرکت میں بیٹھاتھا کہ ایک آدمی کہنے لگا: اللہ کے رسول لوگوں نے گھوڑے باندھ لئے ہیں اور ہتھیار رکھ دیئے ہیں کہتے ہیں اب کوئی جہادنہیں،بس اب جنگ ختم ہوچکی ہے۔رسول اکرم ﷺنے چہرہ مبارک آگے کیا 'فرمانے لگے :''جھوٹ کہتے ہیں، ابھی تو جنگ جاری ہے 'میری امت میں تو ایک امت ہمیشہ حق پر قتال کرتی رہے گی 'ان کیلئے اللہ کچھ قوموں کے د لوں میں ٹیڑھ پیدا کردے گا(تاکہ وہ ان سے لڑیں)مگر انہی سے ان کو رزق بھی فراہم کرے گا حتی کہ قیامت آجائے گی اور حتی کہ اللہ کا وعدہ آجائے گا 'اور قیامت تک کے لئے اللہ نے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی ہے(یعنی اب جہاد قیامت تک جاری رہے گا)''۔ سنن نسائی۔

افسوس !آج مسلمان دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوکر ''جہاد فی سبیل اللہ ''کے اس مفہوم کوسرے سے بھو ل ہی گئے یا جہاد کے معانی ہی کو تبدیل کرکے اُس کو اپنے معانی پہنا دئے ،لہٰذا آج مسلمان ہر جگہ ظلم و ستم کا شکار ہیں ،قومیں ایک دوسرے کو اُن پر ٹوٹ پڑ نے کی دعوت دے رہی ہیں ۔رسو ل اللہ ﷺنے فرمایا:

''جب تم سودی کاروبار کرنے لگ جاؤگے اور بیلوں کی دم کو پکڑے کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاؤ گے اور((تَرَکْتُمُ الْجِھَادَ))جہاد کو چھوڑ دوں گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کردے گا اور اسے اس وقت تک دور نہیں کرے گا ،یہاں تک کہ تم اپنے ''دین''(یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف لوٹ آؤ۔'' (حدیث صحیح رواہ ابو داؤد۔عن ابن عمرؓ۔)

''قریب ہے کہ (کفر کی)قومیں تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دے کر بلائیں گی جس طرح بھوکے ایک دوسرے کو دستر خوان پر دعوت دے کر بلاتے ہیں''۔اس پر ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا اس وقت ایسا ہماری قلت ِ تعداد کی وجہ سے ہوگا ؟آپ ﷺنے فرمایا :''(نہیں،)بلکہ اس وقت تو تم زیادہ تعداد میں ہوگے ،لیکن تم سیلابی پانی کے جھاگ کی طرح ہوگے۔اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ضرور ہی تمہاری ہیبت ختم کردیں گے اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دیں گے۔''تو پوچھنے والے نے پوچھا :یارسول اللہ!یہ وھن کیا ہوگا؟ فرمایا:

((حُبُ الدُّنیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ))

'' دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا '' ۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں :صحابہ نے پوچھا :یارسول اللہﷺ!یہ وھن کیا ہوگا؟آپ ﷺ نے فرمایا :

((حُبُکُمُ الدُّنیَا وَکَرَاھِیَتُکُمُ الْقِتَالَ))

''تمہارا دنیا سے محبت کرنا ''قتال'' کو ناپسند کرنا ۔'' (ابوداؤد باب کتاب الملاحم ، مسندِ احمد واسنادہ صحیح)

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺنے اس فریضہ سے مختلف بہانوں اور تاویلات کرکے روکنے والے ''آئمۃ المضلین''سے مسلمانوں کو خبردار کردیا تھا:

''جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی تب تک جہاد ترو تازہ رہے گا۔اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب ان کےعلماء یہ کہیں گے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں ہے ۔لہٰذا ایسا دور جس کو

ملے تو وہ ''جہاد کا بہترین زمانہ'' ہوگا ۔صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ!کیا کوئی ایسا کہہ سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ''ہاں وہ جس پر اللہ کی لعنت،فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہو!یہی لو گ جہنم کا ایندھن ہوں گے''۔ (السنن الواردۃ فی الفتن ج:۳ص:۱۵۷،کنز العمال)

حضرت ابو رجاء الجزری حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ ''اب کوئی جہاد نہیں ہے ''۔تو جب ایسا دور آجائے تو تم جہاد کرنا کیونکہ وہ'' افضل''جہاد ہوگا''۔کتاب السنن ج :۲ص:۶۷۱۔